سوال

(34) وحی اوراس کی حقیقت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مفتی محمد عبیداللہ عفیف صاحب، وحی کی ضرورت اوراس کی اقسام کتنی ہیں اورکیا کیا ہیں؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

قرآن کریم چونکہ سرور کائنات حضرت محمد ﷺ پر وحی کے ذریعہ نازل کیا گیا ہے۔ اس لیے سب سے پہلے وحی کے بارے میں چند باتیں ضرور سمجھ لینی چاہیں۔

وحی کی ضرورت

ہر مسلمان جانتا ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کو اس دنیا میں آزمائش کے لیے بھیجا ہے اوراس کے ذمہ کچھ فرائض عائد کر کے پوری کائنات کو اس کی خدمت لگا دیا ہے۔ لہذا دنیا میں آنے کے بعد انسان کے لیے دو کام ناگزیر ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اس کائنات سے اوراس میں پیدا کی ہوئی اشیاء سے ٹھیک ٹھاک کام لے اوردوسرے یہ کہ اس کائنات کو استعمال کرتے ہوئے، اللہ تعالی کے احکام کو مدنظر رکھے اور کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو اللہ تعالی کی مرضی کے خلاف ہو۔ ان دونوں کاموں کے لیے انسان کو علم کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس کائنات کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی کون سی چیز کے خواص کیا ہیں، ان سے کس طرح فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے؟ اس وقت تک وہ دنیا کی کوئی بھی چیز اپنے فائدے کے لیے استعمال نہیں کرسکتا، نیز جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اللہ تعالی کی مرضی کیا ہے؟ وہ کون سے کاموں کو پسند اورکن کو ناپسند فرماتا ہے۔ اس وقت تک اس کے لیے اللہ تعالی کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا ممکن نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالی نے انسان کو پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ تین چیزیں ایسی مہیا کیں ہیں، جن کے ذریعہ سے اسے مذکورہ باتوں کا علم ہوتا ہے۔ ایک انسان کے حواس، یعنی آنکھ، کان، منہ اورہاتھ، پاؤں دوسرے عقل اورتیسرے وحی، چنانچہ انسان کو بہت سی باتیں ،اپنے حواس کے ذریعہ معلوم ہوتی ہیں، بہت سی عقل کے ذریعہ اورجو باتیں اوردونوں ذرائع سے معلوم نہیں ہوسکتیں، ان کا علم وحی کے ذریعے عطا کیا جاتا ہے۔

علم کے ان تینوں ذرائع میں ترتیب کچھ ایسی ہے کہ ہر ایک کی خاص حد اور مخصوص دائرہ کار ہے، جس کے آگے وہ کام نہیں دیتا۔ چنانچہ جو چیزیں انسان کو اپنے حواس سے معلوم ہوجاتیں ہیں، ان کا علم نری عقل سے نہیں ہوسکتا۔ مثلاً: ایک دیوار کو آنکھ سے دیکھ کر آپ کو یہ علم ہوجاتا ہے کہ اس کا رنگ سفید ہے، لیکن اگر آپ اپنی آنکھوں کو بند کر کے صرف عقل کی مدد سے اس دیوار کا رنگ معلوم کرنا چاہیں تو یہ ناممکن ہے۔ اسی طرح جن چیزوں کا علم عقل کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے وہ صرف حواس سے معلوم نہیں ہوسکتیں۔ مثلاً: آپ صرف آنکھوں سے دیکھ کر یا ہاتھوں سے چھو کر یہ پتہ نہیں لگا سکتے کہ اس دیوار کو کسی انسان نے بنایا ہے، بلکہ اس نتیجہ تک پہنچنے کے لیے عقل کی ضرورت

ہے۔ غرض جہاں تک حواس خمسہ کام دیتے ہیں وہاں تک عقل کوئی راہنمائی نہیں کرتی اور جہاں حواس خمسہ جواب دے دیتے ہیں۔ وہیں سے عقل کا کام شروع ہوجاتا ہے۔ لیکن اس عقل کی راہنمائی بھی غیر محدود نہیں ہے۔ یہ بھی ایک حد پر جاکر رک جاتی ہے اور بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کا علم نہ حواس کے ذریعے حاصل ہوسکتا ہے اور نہ عقل کے ذریعے، مثلاً: ایسی دیوار کے بارے میں معلوم کرنا کہ اس کو کس طرح استعمال کرنے سے اللہ راضی اور کس طرح استعمال کرنے سے ناراض ہوگا۔ یہ نہ حواس کے ذریعہ ممکن ہے نہ عقل کے ذریعے۔ اس قسم کے سوالات کا جواب انسان کو دینے کے لیے جو ذریعہ اللہ تعالی نے مقرر فرمایا ہے اس کا نام ہے وحی، اور اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے کسی کو منتخب فرما کر اسے اپنا پیغمبر قرار دیتا ہے، اور اس پر اپنا کلام نازل فرماتا ہے، اس کلام کو ''وحی الہی'' کہا جاتا ہے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ وحی انسان کے لیے وہ اعلی ترین ذریعہ علم ہے جو اسے اس کی زندگی سے متعلق ان سوالات کا جواب مہیا کرتا ہے، جو عقل اور حواس کے ذریعہ سے حل نہیں ہوسکتے۔ لیکن ان کا علم حاصل کرنا اس کے لیے ضروری ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ صرف عقل اور مشاہدہ انسان کی راہنمائی کے لیے کافی نہیں، بلکہ اس کی ہدایت کے لیے وحی الہی ایک ناگزیر ضرورت ہے اور چونکہ بنیادی طور پر وحی کی ضرورت پیش ہی اسی جگہ آتی ہے۔ جہاں عقل کام نہیں دیتی۔ اس لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وحی کی ہر بات کا ادراک عقل سے ہی ہوجائے، بلکہ جس کی طرح کسی چیز کا رنگ معلوم کرنا عقل کا کام نہیں، بلکہ حواس کا کام ہے۔ اسی طرح سے دینی عقائد کا علم حاصل کرنا بھی عقل کے بجائے وحی کا منصب ہے اور ان کے ادراک کے لیے نری عقل پر بھروسا کرنا درست نہیں، جو شخص (معاذاللہ) اللہ کے وجود ہی کا قائل نہ ہو اس سے تو وحی کے مسئلہ پر بات کرنا بالکل بے سود ہے، لیکن جو شخص اللہ تعالی کے وجود اور اس کی قدرت کاملہ پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے وحی کی عقلی ضرورت اس کے امکان اور حقیقی وجود کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں، اگر آپ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ یہ کائنات ایک قادر مطلق نے پیدا کی ہے، وہی اس کے مربوط اور مستحکم نظام کو اپنی حکمت بالغہ سے چلا رہا ہے، اور اسی نے انسان کو کسی خاص مقصد کے تحت یہاں بھیجا ہے، تو پھر یہ کیسے ممکن ہو کہ اس نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد اسے بالکل اندھیرے میں چھوڑ دیا ہو اور اسے یہ تک نہ بتایا ہو کہ وہ کیوں اس دنیا میں آیا ہے؟ یہاں اس کے ذمہ کیا فرائض ہیں؟ اس کی منزل مقصود کیا ہے اور کسی طرح اپنے مقصد زندگی کو حاصل کرسکتا ہے؟ کیا کوئی شخص جس کے ہوش و حواس سلامت ہوں ایسا کرسکتا ہے کہ اپنے کسی نوکر کو ایک خاص مقصد کے تحت کسی سفر پر بھیج دے اور اسے نہ چلتے وقت سفر کا مقصد بتائے اور نہ بعد میں کسی پیغام کے ذریعہ سے اس پر واضح کرے کہ اسے کس کام کے لیے بھیجا گیا ہے؟ اور سفر کے دوران اس کی ڈیوٹی کیا ہوگی؟ جس کی حکمت بالغہ سے کائنات کا یہ سارا نظام چل رہا ہے۔ آخر کیسے ممکن ہے کہ جس ذات نے چاند، سورج، زمین، ستاروں اور سیاروں کا ایسا محیر العقول نظام پیدا کیا ہو، وہ اپنے بندوں تک پیغام رسانی کا کوئی ایسا نظام بھی نہ کرسکے، جس کے ذریعہ انسانوں کو ان کے مقصد زندگی سے متعلق ہدایت دی جاسکیں۔ اگر اللہ تعالی کی حکمت بالغہ پر ایمان ہے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اس نے اپنے بندوں کو اندھیرے میں نہیں چھوڑا، بلکہ ان کی راہنمائی کے لیے کوئی باقاعدہ نظام ضرور بنایا ہے، بس راہنمائی کے اسی باقاعدہ نظام کا نام وحی ورسالت ہے۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ وحی محض ایک دینی اعتقاد ہی نہیں، بلکہ ایک عقلی ضرورت ہے جس کا انکار درحقیقت اللہ تعالی کی حکمت بالغہ کا انکار ہے۔

وحی رسالت کا یہ مقدس سلسلہ سرکار دوعالم ﷺ پر ختم ہوگیا، اب کسی انسان پر نہ وحی نازل ہوگی اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ آنحضرت ﷺ پر مختلف طریقوں سے وحی نازل ہوتی ہے۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ ایک مرتبہ حضرت حارث بن ہشام نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کبھی تو مجھے گھنٹی کی سی آواز سنائی دیتی ہے اور وحی کہ یہ صورت میرے لیے سب سے زیادہ سخت ہوتی ہے، پھر جب یہ سلسلہ ختم ہوتا ہے تو جو کچھ اس آواز نے کہا ہوتا ہے وہ مجھے یاد ہوچکا ہوتا ہے اور کبھی فرشتہ میرے سامنے ایک مرد کی صورت میں آجاتا ہے۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے وحی کی آواز کو گھنٹیوں کی آواز سے جو تشبیہ دی ہے شیخ محی الدین ابن عربی نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ایک وحی کی آواز گھنٹی کی طرح مسلسل ہوتی ہے اور بیچ میں ٹوٹتی نہیں، دوسرے گھنٹی جب مسلسل بجتی ہے تو عموماً سننے والے کو اس کی آواز کی سمت متعین کرنا مشکل ہوتا ہے، کیونکہ اس کی آواز ہر جہت سے آتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور کلام الہی کی بھی یہی خصوصیت ہے کہ اس کی کوئی ایک سمت نہیں ہوتی بلکہ ہر جہت سے آواز سنائی دیتی ہے۔ اس کیفیت کا صحیح ادراک تو بغیر مشاہدہ کے ممکن نہیں، لیکن اس بات کو عام ذہنوں سے قریب کرنے کے لیے آپ ﷺ نے اسے گھنٹیوں سے تشبیہ دی ہے۔ (فیض الباری)

جب اس طریقہ سے آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ پر بہت زیادہ بوجھ پڑتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی حدیث کے آخر میں فرماتی ہیں کہ میں نے سخت جاڑوں کے دن میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتے ہوئے دیکھی ہے، ایسی سردی میں بھی جب وحی کا سلسلہ ختم ہوتا، تو آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پسینہ سے شرابور ہوچکی ہوتی تھی۔ ایک اور روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کا سانس رکنے لگتا، چہرۂ انور متغیر ہوکر کھجور کی شاخ کی طرح زرد پڑجاتا، سامنے

کے دانت سردی سے کپکپانے لگتے اور آپ ﷺ کو اتنا پسینہ آتا کہ اس کے قطرے موتیوں کی طرح چمکنے لگتے تھے۔ (الاتقان 1 46)

وحی کی اس کیفیت میں بعض اوقات اتنی شدت پیدا ہوتی کہ آپ ﷺ جس جانور پر اس وقت سوار ہوتے، وہ آپ کے بوجھ سے دب کر بیٹھ جاتا اور ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اپنا سر اقدس حضرت زید بن ثابت کی ران پر رکھا ہوا تھا کہ اسی حالت میں وحی نازل ہونا شروع ہوگئی، اس سے حضرت زید کی ران پر اتنا بوجھ پڑا کہ وہ ٹوٹنے لگی۔ (زادالمعاد 9 8)

بعض اوقات اس وحی کی ہلکی ہلکی آواز دوسروں کو بھی محسوس ہوتی تھی، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کے چہرۂ انور کے قریب شہد کی مکھیوں کی بھنبناہٹ جیسی آواز سنائی دیتی تھی۔

وحی کی دوسری صورت یہ تھی کہ فرشتہ کسی انسانی شکل میں آپ ﷺ کی خدمت میں آکر اللہ کا پیغام پہنچا دیتا تھا۔ ایسے مواقع پر عموماً حضرت جبرئیل مشہور صحابی حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں تشریف لایا کرتے تھے، البتہ بعض اوقات کسی دوسرے صورت میں بھی تشریف لائے ہیں، بہر کیف جب حضرت جبرئیل انسانی شکل میں وحی لے کر آتے تو نزول وحی کی یہ صورت آپ ﷺ کے لیے سب سے آسان ہوتی تھی۔ (الاتقان 1 46)

وحی کی تیسری صورت یہ تھی کہ حضرت جبرئیل کسی انسان کی شکل اختیار کیے بغیر اپنی اصلی صورت میں دکھائی دیتے تھے، لیکن ایسا آپ ﷺ کی تمام عمر میں صرف تین مرتبہ ہوا ہے۔ ایک مرتبہ اس وقت جب آپ ﷺ نے خود حضرت جبرئیل کو ان کی اصل شکل میں دیکھنے کو خواہش ظاہر کی، دوسری مرتبہ معراج میں اور تیسری بار نبوت کے بالکل ابتدائی زمانے میں مکہ مکرمہ کے مقام اجیاد پر پہلے دو واقعات تو صحیح سند سے ثابت ہیں، البتہ آخری واقعہ سنداً کمزور ہونے کی وجہ سے مشکوک ہے۔ (فتح الباری 1، 19 18)

چوتھی صورت براہِ راست اور بلاواسطہ اللہ تعالی سے ہم کلامی کی ہے۔ یہ شرف آنحضرت ﷺ کو بیداری کی حالت میں صرف ایک بار، یعنی معراج کے وقت حاصل ہوا ہے، البتہ ایک مرتبہ خواب میں بھی آپ اللہ تعالی سے ہم کلام ہوئے۔ (الاتقان 1 46)

وحی کی پانچویں صورت یہ تھی کہ حضرت جبرئیل کسی بھی صورت میں سامنے آئے بغیر آپ ﷺ کے قلب مبارک میں کوئی بات القاء فرمادیتے تھے۔ اسے اصطلاح میں نفث فی الروع کہتے ہیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص220

محدث فتویٰ